بسم اللہ الرحمن الرحیم
اصولِ دین
اور
اسلامی نظامِ زندگی
حضرت مستطاب آیۃ اللہ العظمیٰ جناب آقائی مجاہد جناب
السیّد محمّد شیرازی (قم)
مد اللہ عمرہٗ الشریف
دفتر: حضرت آیت اللہ العظمیٰ السیّد محمّد شیرازی مدظلہ (کراچی - پاکستان) فون: ۴۹۲۹۹۰۵

اصولِ دین اور
اِسلامی نِظامِ زندگی

مطابق فتاویٰ

حضرت آیت اللہ العظمیٰ

السید محمد شیرازی مدظلہ العالی

ناشر : دفتر آیت اللہ شیرازی

مسجد ایلیا، پی آئی بی کالونی، نزد پریس کوارٹر

فون : 4929905

کتاب کا نام	:	اصول دین اور اسلامی نظام زندگی
مصنف	:	حضرت آیت اللہ العظمیٰ
		السید محمد شیرازی مدظلہ العالی
طباعت ثانی	:	۱۰۰۰
تاریخ اشاعت	:	ذیقعد ۱۴۱۹ھ مطابق فروری ۱۹۹۹ء
ناشر	:	دفتر آیت اللہ شیرازی کراچی
پتہ	:	مسجد ایلیا پی آئی بی کالونی، پریس کوارٹر
		فون: 4929905

اصول دین

اصول دین پانچ ہیں۔ (۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوت (۴) امامت (۵) قیامت

(۱) توحید

انسان کو اس حقیقت کی معرفت ہونا چاہیے کہ اس عالم کون کی خالق ایسی ذات موجود ہے جو اسے عدم سے وجود میں لائی ہے...... سب کچھ اسی ذات کے قبضہ قدرت میں ہے...... خلق۔ رزق دینا۔ روکنا۔ مارنا۔ جلانا۔ صحت اور مرض وغیرہ سب کچھ اسی کے ارادے کا مرہون منت ہے۔ (اس کا امر بس یہی ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرکے کن کہدے تو بس وہ چیز ہو جاتی ہے۔)

وجود خالق کی دلیل' آسمانوں کا نیلگوں شامیانہ' اس میں جگمگاتا آفتاب عالمتاب' ماہتاب جہانتاب درخشندہ ستارے' رواں دواں بادل' ہوا' بارش' زمین اس میں موجود سمندر' بہتے دریا' ابلتے چشمے' رنگا رنگ درخت' نوع بنوع ثمرات' سونے چاندی' اور زمرد وغیرہ جیسی کانیں' روئے زمین پر چلتے ہوئے مختلف حیوانات' قلب فضا میں محو پرواز رنگ برنگے پرندے' زیر آب تیرتی ہوئی سمندری مخلوق' ایک دوسرے سے متضاد صدائیں' متضاد اجسام اور عجیب تر شہکار قدرت انسان جسے اللہ نے مختلف خواص اور عادات سے نوازا ہے۔ دیکھنے کو آنکھ' سننے کو کان' بولنے کو زبان' سوچنے کو عقل عطا کی ہے۔ کبھی تندرست ہے کبھی صاحب فراش ہے کبھی خوشی سے پھولا نہیں سماتا اور کبھی فرط غضب سے شعلہ جوالہ بنا ہوتا ہے۔ کبھی ناہ ناہ کرکے قہقہے لگاتا ہے اور کبھی رو رو کے آنسوؤں کی ندیاں بہاتا ہے۔

یہ سب کچھ ایک حکیم' عالم اور قادر اللہ کے وجود ذی جود کی زندہ دلیلیں ہیں۔ ہم اس کے وجود کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ہم اس کی عبادت کرتے ہیں۔ ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اور ہم اسی پر توکل کرتے ہیں۔

ذات باری یوں تو بیشمار صفات حمیدہ کا مالک ہے البتہ چند ایک معروف صفات ہیں۔

(۱) اللہ عالم ہے وہ ظاہر و باطن کا عالم ہے۔ جو کچھ کسی کے دل میں ہوتا ہے اس کا بھی عالم

ہے۔

(۲) اللہ قادر ہے۔ خلق۔ رزق۔ مارنے اور جلانے وغیرہ ہر چیز پر قادر مطلق ہے۔

(۳) اللہ حی ہے۔ اللہ پر موت نہیں آسکتی۔

(۴) اللہ مرید ہے۔ اللہ ہر اس شئے کا ارادہ کرتا ہے۔ جس میں مصلحت ہو اور کسی ایسی چیز کا ارادہ نہیں کرتا جس میں فساد ہو۔

(۵) اللہ مدرج ہے۔ اللہ ہر چیز کو دیکھ سکتا ہے خواہ کتنی ہی گہرائی اور تاریکی میں ہو اور اللہ ہر آواز کو سن سکتا ہے خواہ چیونٹی کے رینگنے کی آواز ہو۔

(۶) اللہ قدیم ہے۔ اللہ قدیم ہے وہ ہر شے سے پہلے تھا۔ پھر مخلوق کے فنا ہونے کے بعد بھی رہے گا۔

(۷) اللہ متکلم ہے۔ اپنے مخلص بندوں۔ انبیاء اور ملائیکہ میں سے جس سے چاہے کلام کر سکتا ہے۔

(۸) اللہ صادق ہے۔ جو کہتا ہے سچ فرماتا ہے اور کیا گیا وعدہ کبھی نہیں توڑتا۔

جس طرح ذات خالق میں مذکورہ بالا صفات ہیں اسی طرح اللہ خالق، رازق، محی، معلی، رحیم، غفور، عزیز، شریف اور کریم بھی ہے۔

کچھ ایسی صفات بھی ہیں جن سے اللہ منزہ ہے۔

☆—— اللہ مخلوق کی طرح جسم نہیں رکھتا۔

☆—— اللہ مختلف اجزاء سے مرکب نہیں۔

☆—— دنیا یا آخرت میں اللہ کو دیکھنا ناممکن ہے۔

☆—— اللہ محل حوادث نہیں۔ نہ بیمار ہوتا ہے نہ بھوکا پیاسا ہوتا ہے اور نہ بوڑھا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

☆—— اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ وہ واحد لاشریک ہے۔

☆—— اللہ کی ہر صفت اس کی عین ذات ہے۔ وہ ازل سے عالم بھی ہے اور قادر وغیرہ بھی۔ ہماری طرح نہیں کہ ایک وقت تھا جب ہم جاہل تھے پھر عالم ہوئے ایک وقت تک ہم عاجز اور قاصر تھے پھر قادر ہوگئے۔

☆ ——— اللہ غنی ہے وہ نہ کسی مشیر کا محتاج ہے نہ اسے معاون کی ضرورت ہے وہ نہ کسی وزیر کا نیاز مند ہے اور نہ اسے کسی فوج کی ضرورت ہے۔

(۲) عدل

اللہ عادل ہے یعنی وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ خلاف حکمت کوئی کام نہیں کرتا۔ جو کچھ اس نے پیدا کیا ہے جس کو اس نے جتنا رزق دیا ہے۔ جس کو اس نے عطا کیا ہے جس کو اس نے محروم عطا رکھا ہے یہ سب کچھ اس کی حکمت کاملہ کی بدولت ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ مذکورہ امور یا علاوہ ازیں دیگر امور کے اسباب واقعیہ سے ہم لاعلم ہیں۔ اگر مصلحت ایسے کو اس مثال سے سمجھ لیا جائے تو زیادہ جلدی اور آسانی سے ذہن نشین ہو گی۔ ایک ڈاکٹر مریض کو دوا دیتا ہے ہمیں یہ تو یقین ہوتا ہے کہ اگر مریض نے ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق دوا استعمال کی تو یقیناً شفایاب ہوا لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس دوا میں وہ کونسی طاقت ہے جو مریض کے مرض کا قلع قمع کر دے گی۔

اگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص بے پناہ دولت کا مالک ہے اور اس کے مقابلہ میں دوسرا نان جویں کا محتاج ہے یا ایک شخص تندرستی اور توانائی کا خزانہ رکھتا ہے جب کہ دوسرا بستر مرض سے اٹھ نہیں سکتا۔ تو اگر ہم ان امور کے اسباب واقعیہ سے واقف نہیں ہوتے لیکن ذات احدیت کی نگاہ قدرت میں دولتمند کا دولت مند ہونا۔ غریب کا نادار ہونا۔ تندرست کا صحت مند ہونا اور بیمار کا صاحب فراش ہونا ہی قرین مصلحت اور عین عدالت ہوتا ہے۔ لہذا ہمیں یہی عقیدہ رکھنا ہو گا کہ اللہ کا کوئی بھی کام خلاف مصلحت و حکمت نہیں ہوتا۔

نمونہ عدل الٰہی

حدیث میں ایک واقعہ یوں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے ایک دن بارگاہ خالق میں عرض کی مجھے اپنا عدل حقیقی دکھا کیونکہ ظاہراً جو کچھ بھی ہوتا ہے اسے عدل نہیں کہا جا سکتا۔ ذات احدیت نے حکم دیا۔ فلاں صحرا میں چلا جا وہاں پانی کا ایک تالاب ہے۔ تالاب

کے کنارے ایک درخت ہے۔ درخت پر چڑھ کر اپنے کو چھپا لے اور پھر میرا عدل دیکھ۔

حضرت موسیٰؑ اس صحرا میں تالاب پر آئے۔ تالاب کے کنارے کھڑے ہوئے درخت پر چڑھ کر پوشیدہ بیٹھ گئے۔ آپ نے ایک گھوڑے سوار کو دیکھا اس نے تالاب سے پانی پیا۔ اسی دوران اس کی رقم کی تھیلی گر گئی۔ وہ غافل تھا دوبارہ سوار ہو کر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد اسی تالاب پر ایک بچہ آیا اس نے پانی پیا اور تھیلی کو دیکھ کر اٹھا لیا اور واپس چلا گیا۔ کچھ دیر بعد ایک نابینا آیا اس نے تالاب سے پانی پیا اور ستانے کے لئے بیٹھ گیا۔ گھوڑا سوار واپس آیا تھیلی موجود نہ تھی اس نے نابینا کو الزام دیا۔ نابینا نے انکار کیا۔ بات تو تکار سے بڑھ کر ہاتھا پائی تک پہنچ گئی گھوڑے سوار نے نابینا کو قتل کر دیا۔

حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا۔ بارالہا! یہ کیسا عدل ہے۔ تھیلی کوئی لے گیا اور قتل کوئی ہو گیا؟

ذات احدیت نے فرمایا۔ اس گھوڑے سوار نے اس بچہ کے باپ کی چوری کی تھی جتنی رقم اس تھیلی میں تھی اتنی ہی اس نے چرائی تھی وہ رقم اس کے وارث کے پاس پہنچ گئی ہے اور نابینا اس گھوڑے سوار کے باپ کا قاتل تھا گھوڑے سوار نے اپنے باپ کا انتقام لے لیا۔

یہ ہے اللہ کا عدل! واقعی اگرچہ ظاہر بین نگاہوں میں خلاف اصول ہوتا ہے لیکن فی الوقع جو بھی ہوتا ہے مصلحت کے مطابق ہوتا ہے۔

(۳) نبوت

نبی وہ ہستی ہے جس پر اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔

دو قسم کے انبیاء مذکور ہیں۔

ا۔ نبی مرسل:

ایسی ہستی ہے جو گمراہی کی تاریکی میں بھٹکنے والوں کو نور ہدایت کی طرف لائے۔ باطل پرستوں کو حق پرست کرنے، ظلمات کے شیدائیوں کو حقیقت آشنا بنانے اور جاہلوں کو زیور علم سے آراستہ کرنے کی خاطر مبعوث کیا جاتا ہے۔

۲۔ نبی غیر مرسل:

یہ وہ ہستی ہوتی ہے جسے صرف اپنی اصلاح نفس کی خاطر اس پر وحی کی جاتی ہے اور دوسرے لوگوں تک تبلیغ کا محکوم نہیں ہوتا۔ تمام انبیاء کی تعداد تو ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ البتہ ان میں انبیائے مرسلین کم ہیں۔

اول النبین حضرت آدمؑ اور خاتم النبین حضرت محمدؐ ابن عبداللہ ہیں۔

مرسل انبیاء کو بھی دو قسم میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ الوالعزم انبیاء:

یہ وہ انبیاء ہیں جو اپنے وقت میں پورے کرۂ ارض کے از شرق تا مغرب نبی تھے تعداد میں پانچ ہیں۔

۱) حضرت ابراہیمؑ ۲) حضرت نوحؑ

۳) حضرت موسیٰؑ ۴) حضرت عیسیٰؑ

۵) حضرت محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

یہودی حضرت موسیٰؑ کے۔ نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کے اور مسلمان حضرت محمدؐ کے کلمہ گو ہیں۔

چونکہ اسلام نے سابقہ ہر دین کو منسوخ کردیا ہے اس لئے اب اسلام کے سوا کسی دین پر بھی باقی رہنا جائز نہیں اور ہر ایک کو اپنی راہ نجات اسلامی تعلیمات سے حاصل کرنا چاہیے۔ ارشاد خالق ہے۔

فمن یتبع غیر اسلام دنیا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخلسرین۔ جو بھی اسلام کے علاوہ کوئی دین قبول کرے گا نامنظور ہوگا۔ اور آخرت میں ایسے افراد خسارہ میں رہیں گے۔

یعنی اب یہودیت اور نصرانیت منسوخ شدہ اور باطل دین ہیں۔ اسلام ناقابل تنسیخ تا قیامت دین باقی ہے۔

یہ تو آپ کو معلوم ہو ہی گیا ہے کہ حضرت محمدؐ ابن عبداللہ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپؐ کے دین کا نام اسلام ہے۔ جو ہر سابقہ دینا کا ناسخ ہے۔ اور شریعت محمدیہ تا قیامت باقی ہے۔

مختصر سوانح حیات (رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)

آپؐ کا اسم گرامی محمدؐ۔ آپؐ کے والد کا اسم گرامی عبد اللہ اور آپ کی والدہ کا اسم گرامی آمنہ بنت وہب تھا۔ آپؐ عام الفیل مکہ مکرمہ میں جمعہ کے دن طلوع صبح صادق کے بعد سترہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ ان دنوں ایران میں معروف زمانہ عادل کسریٰ نوشیروان حکمران تھا۔

جب آپؐ چالیس برس کے ہوئے۔ ۲۷ رجب المرجب کو مبعوث برسالت ہوئے۔ آپؐ ایام خلوت کا زیادہ تر وقت مکہ کے حراء نامی پہاڑ میں گزارتے تھے۔ وہیں جناب جبرئیل سب سے پہلی قرآن کی یہ سورت لے کے آئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان.......؟

اس حکم کے بعد آپؐ پیام الٰہی کو پہنچانے کی خاطر مکہ کے پہاڑ سے اتر کے مکہ کے گلی کوچوں میں آئے اور فرمانے لگے۔ ایھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا۔ (لوگو! لا الہ الا اللہ کہو اور نجات پاؤ)

چونکہ اہل مکہ مشرک تھے اس لئے وہ آپؐ کا نظریہ توحید سن کر بڑے فروختہ ہوئے۔ آپ کا مذاق اڑایا اور اذیتیں پہنچانا شروع کیں۔ حتیٰ کہ آپؐ نے فرمایا۔ ما اوذی نبی مثل ما اوذیت۔ جتنی اذیت مجھے پہنچائی گئی کسی نبی کو اس کی امت نے اتنی اذیت نہیں پہنچائی۔ اس دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہنے والے حضرت ابو طالبؑ اور آپ کی اولاد کے علاوہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ تھیں۔ بعد میں دیگر افراد بھی حلقہ بگوش اسلام ہونا شروع ہوگئے۔

جب جناب ابو طالبؑ کی وفات ہوگئی اور مشرکین مکہ کی ایذا رسانی میں اضافہ ہوگیا تو آپؐ نے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو اپنا مسکن بنا لیا۔ امت مسلمہ کی تاریخ کا آغاز مدینہ سے ہی ہوتا ہے۔ دائرہ اسلام وسیع ہوتا چلا گیا اور اسلامی حکومت مالی اور افرادی اعتبار سے پھیلتی اور پھولتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ وہ وقت آگیا جب اسلامی حکومت کا علم روئے ارض پر موجود ہر حکومت سے بلند اور دین اسلام ہر آسمانی اور غیر آسمانی دین پر غالب آگیا۔

مدنی زندگی میں مشرکین یہودیوں اور عیسائیوں کی طرف سے جارحیت کے دفاع کی خاطر

آنحضورؐ کو متعدد جنگی میدانوں کا سامنا کرنا پڑا۔

ہر جنگ میں آنحضورؐ کا نصب العین رحم، عفو اور درگزر ہوا کرتا تھا یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی حیات طیبہ میں جتنی بھی جنگیں ہوئی ہیں اگرچہ ازروئے تعداد بہت زیادہ ہیں لیکن مقتولین کی تعداد کے اعتبار سے بہت کم ہیں۔ مورخین کے مطابق آنحضورؐ کی مبارک زندگی میں لڑی جانے والی تمام جنگوں میں مسلم اور غیر مسلم شہداء اور مقتولین کی مجموعی تعداد کم وبیش چودہ سو اسی ہے۔

آغاز بعثت سے آپؐ کی زندگی کے آخری لمحہ تک وقت اور موقعہ کی مناسبت سے قرآن نازل ہوتا رہا اور یوں نزول قرآن تیئس برس میں مکمل ہوا۔ آنحضورؐ بذات خود امت مسلمہ کو دینی اور دنیاوی تعلیم دیتے تھے۔ کتاب اور حکمت کا درس دیتے تھے۔ عبادات، معاملات معاشرہ اور سیاست وغیرہ سکھاتے تھے۔

جب دین مکمل ہوگیا اور سند تکمیل۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا" (آج تمہارا دین مکمل ہوگیا۔ آج نعمت مکمل طور پر دے دی گئی اور آج دین کے اعتبار سے میں اسلام پر راضی ہوں) یہ آیت مجیدہ آگئی تو آنحضورؐ صاحب فراش ہوگئے۔ بالاخر ۲۸ صفر ۱۱ھ کو بارگاہ خالق میں پہنچ گئے۔ وفات سے لے کر دفن تک حضرت علیؓ غسل دکفن اور تجہیز و تدفین میں مصروف رہے اور جہاں آپؐ کا مزار مبارک ہے اسی جگہ دفن کیا۔ آپؐ کی پوری زندگی صفات حمیدہ کا مرقع تھی۔ امانت، خلوص، صداقت حسن خلق، علم، حلم، سخاوت، عفو، کرم، شجاعت، پرہیزگاری، تقویٰ، زہد، عصمت، عدل، تواضع اور جہاد میں آپؐ اپنی مثال آپ تھے۔ جسمانی طور پر ہر وہ حسن جو کسی فرد میں ہونا چاہیے آپؐ میں بدرجہ اکمل موجود تھا۔ آپ کا روئے مبارک چودویں کے چاند کی مانند تاباں رہتا تھا۔

آپؐ جامع الفضائل، خزینہ شرف گنجینہ کرم، علم و عمل، عدل و انصاف میں دین و دنیا کا وہ محور تھے کہ ماضی میں انہیں کسی سے تشبیہ نہیں ہے۔ اور مستقبل میں تاقیامت کسی کو ان سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔ یہ تھے امت مسلمہ کے آخری نبیؐ۔ جن کی شریعت اسلام ہے۔ جن کا دین ہر دین سے بہتر ہے۔ جن کی کتاب ہر کتاب کی ناسخ ہے۔ باطل نہ تو سامنے سے اور

نہ عقب سے اس پر حملہ آور ہو سکتا ہے۔ حکیم اور حمید اللہ کی نازل کردہ ہے۔

۴۔ امامت:

جس طرح بعثت انبیاء الٰہی کام ہے اسی طرح حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت خاتمؐ تک اوصیائے انبیاء اور خلفائے مرسلین کا تعین بھی کار خالق ہی رہا ہے۔

ذات احدیت نے نبی اکرمؐ محمدؐ ابن عبد اللہ کے بھی بارہ اوصیاء متعین فرمائے ہیں۔ جو آپ کے بعد آپ کے خلفاء اور امت کے امام ہیں۔ پوری امت مسلمہ میں معروف ہیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

☆ حضرت علی امیر المومنین برادر نبیؐ اور داماد نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔
☆ حضرت امام حسنؑ ابن علیؑ۔ آپ کی والدہ فاطمہؑ بنت نبیؐ ہیں۔
☆ امام شہید حسینؑ ابن علیؑ۔ آپ بھی فاطمہ بنت نبیؐ کے فرزند ہیں۔
☆ امام زین العابدین ابن حسینؑ۔
☆ امام محمد باقر ابن علیؑ۔
☆ امام جعفر صادقؑ ابن محمدؑ۔
☆ امام موسیٰؑ کاظم ابن جعفر صادقؑ۔
☆ امام علی رضا ابن موسیٰ کاظمؑ۔
☆ امام محمد تقیؑ ابن علی رضاؑ۔
☆ امام علی نقیؑ ابن محمدؑ۔
☆ امام حسن عسکری ابن علیؑ۔
☆ امام مہدیؑ ابن حسن القائم المنتظر۔

یہ تمام آئمہ اپنے اپنے وقت میں اللہ کی طرف سے حجت خدا تھے۔ (تمام کے تمام) نور نبوت کے پرتو تھے۔ ان کا علم، حلم، عدل، عصمت، حسن خلق۔ غرض تمام صفات حمیدہ نور نبوت سے ماخوذ تھیں۔ اور انہیں ہونا ہی اسی طرح چاہیے تھا کیونکہ بعد از نبی یہی خلفائے نبی۔ یہی امام امت۔ یہی اوصیائے نبی۔ یہی حجت خدا اور یہی قائد تھے۔

مناسب ہوگا اگر انتہائی اختصار کے ساتھ دختر نبیؑ اور تمام آئمہ کے مختصر حالات زندگی لکھ دیئے جائیں۔

دختر نبیؑ

نام: فاطمۃ الزہراءؑ ۔ والد: محمد مصطفےٰ ؐ۔ والدہ: خدیجۃ الکبریٰؑ۔ شوہر علی مرتضٰی علیہ السلام

اولاد آئمہ نجباء۔

ماہ ولادت: جمادی الثانی۔ تاریخ ولادت ۲۰۔ سنہ ولادت ۵ بعثت۔

مقام ولادت: مکہ مکرمہ۔ مقام شہادت: مدینہ منورہ۔ یوم شہادت: سوموار

حضرت علیؑ نے بی بی کی وصیت کے مطابق آپ کو شب میں دفن کیا۔

عبادت، زہد، فضائل، رفتار اور گفتار میں ہو بہو تصویر خاتم النبینؐ تھیں۔ قرآن کریم کی کئی ایک آیات دختر رسولؐ کے حق میں نازل ہوئیں۔

آنحضورؐ نے سیدۃ نساء العالمین کا لقب دیا تھا۔

آنحضورؐ کا اس اکلوتی بیٹی سے محبت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی بی بی بابا کے پاس جاتی تھیں آپ مسند رسالت چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اہلاً وسہلاً مرحبا" فرما کر ہاتھوں کا بوسہ لیتے اور اپنی جگہ مسند نبوت پر بٹھاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ فاطمہؑ کی خوشی سے خوش اور فاطمہ کی ناراضگی سے ناراض ہوتا ہے۔

آپ صدف عصمت سے حضرت علیؑ کو اللہ نے تین ارجمند فرزندوں سے نوازا۔ امام حسنؑ، امام حسینؑ اور محسنؑ۔ جن کا نام آنحضورؐ نے دم آخر تجویز فرمایا تھا اور ساتھ ہی پیش گوئی فرمادی تھی کہ دنیا کو زندہ نہیں دیکھے گا۔ چنانچہ بعد از شہادت رسولؐ یہ شہزادہ اس تشدد کی تاب نہ لا سکا جو دختر رسولؐ پر بی بی کے گھر میں پہلو پر تلوار کی نوک سے کیا گیا اور صدف عصمت ہی میں دم توڑ گیا۔

دو لڑکیاں جناب زینبؑ اور جناب ام کلثومؑ تھیں۔

اول امامؑ:

نام: علیؑ ابن ابو طالب۔ والدہ کا نام: فاطمہ بنت اسد۔ برادر اور داماد رسولؐ بعد از نبیؐ خلیفہ امت لقب جو آنحضورؐ نے دیا: ابو تراب اور امیر المومنین۔ آئمہ اہل بیت کے والد ماجد۔

مقام ولادت: مکہ مکرمہ بیت اللہ۔ یوم ولادت: جمعہ۔ تاریخ ولادت: ۱۳ رجب۔ سال ولادت: تیس برس بعد از نبیؐ

مقام شہادت: محراب مسجد کوفہ۔ سنہ شہادت ۴۰ھ۔ یوم شہادت: شب جمعہ۔ تاریخ ضرب ۱۹ ماہ رمضان۔ تاریخ وصال: ضرب کے تین دن بعد ۲۱ ماہ رمضان۔ عمر شریف۔ تریسٹھ برس۔

مقام دفن: نجف اشرف عراق۔ تجہیز و تکفین و تدفین کرنے والے: امام حسنؑ اور امام حسینؑ۔

آپؑ کے فضائل بے شمار ہیں۔ مومن اول۔ کبھی بت کو سجدہ نہ کیا۔ ہر جنگ میں فتح نے آپ کے قدم چومے۔ کبھی میدان جنگ سے نہ بھاگے۔ قضاوت اور علم کا یہ عالم تھا کہ نبی کونین نے کبھی اقضاء کم علی اور کبھی انا مدینۃ العلم و علیؑ بابھا کی سند دے کر آپ کے علمی مقام کا اعلان فرمایا۔

حق کا ساتھ اس طرح دیا کہ آنحضورؐ نے فرمایا۔ علیؑ مع الحق والحق مع علیؑ۔

رعیت کے لئے عادل۔ تقسیم غنائم میں مساوات کے علمبردار۔ دنیا کے معاملہ میں پرہیز گار تھے جب بھی بیت المال میں کبھی سونا اور چاندی کی تقسیم سے بچ جاتے تو اسے دیکھ کر فرماتے۔ اے سفید چاندی اور اے زرد سونے کسی اور کو اپنی چمک اور دمک سے دھوکا دینا۔ میں تیرے فریب میں نہیں آؤں گا۔ مساکین پر رحم فرماتے نادار کے ساتھ بیٹھتے۔ حاجتمندوں کی مشکل کشائی فرماتے۔ حق بولتے اور عدل سے فیصلے فرماتے۔ سیرت و کردار میں اس طرح نبوی آئینہ تھے کہ یوم مباہلہ اللہ نے علیؑ کو نفس رسولؐ ہونے کی سند دی۔

دوسرے امام

نام: حسن۔ باپ کا نام: علیؑ۔ والدہ کا نام: فاطمہ بنت نبیؐ۔ مقام ولادت: مدینہ منورہ۔ یوم ولادت: منگل۔ تاریخ ولادت: ۱۵ رمضان المبارک۔ سنہ ولادت: ۳ھ ۲ ہجری۔ تاریخ شہادت: ۲۸ صفر۔ سنہ شہادت: ۴۹ھ۔ سبب شہادت: زہر۔ مدفن: جنت البقیع مدینہ منورہ۔ تجہیز و تدفین کے فرائض امام حسینؑ نے انجام دیئے۔ بعد از شہادت حضرت علیؑ خلیفہ نبیؐ اور امام امت۔ سبط نبی حلیم تھے۔ کرم کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ ایک کنیز نے ریحان کا گلدستہ ہدیتہً پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔ جا تو راہ خدا میں آزاد ہے۔ ہمیں اللہ نے اسی تہذیب کی تعلیم دی ہے کہ فرماتا ہے! اگر کوئی تمہیں تحفہ دے تو ویسا ہی پلٹا دو اور یا اس کے تحفے سے زیادہ دو۔

حلیم اتنے تھے کہ ایک مرتبہ ایک شامی نے آپ کو گھوڑے پر سوار دیکھا اور دیکھتے ہی سب بکنے لگا۔ آپ خاموشی سے سنتے رہے جب وہ خاموش ہوا تو آپ نے پہلے اسے سلام دیا پھر فرمایا۔ بوڑھے میرا خیال ہے کہ تو یہاں مسافر ہے اور شاید اسی وجہ سے تجھے اشتباہ ہوا ہے۔ اگر تو ہم سے کوئی کام لینا چاہے تو ہم کر دیں گے۔ اگر تو کچھ مانگنا چاہے تو ہم تجھے خالی ہاتھ نہیں لوٹائیں گے۔ اگر تو ہم سے دینی ہدایت کا خواہشمند ہو تو ہم کر دیں گے۔ اگر تو کوئی بوجھ اٹھوانا چاہے تو وہ بھی ہم اٹھائیں گے۔ اگر تو بھوکا ہے تو ہم تجھے کھانا دیں گے۔ اگر تجھے لباس کی ضرورت ہو تو ہم مہیا کر دیں گے۔ اگر تو نادار ہے تو ہم تجھے دولت مند کر دیں گے۔ اگر تو ڈر کے بھاگا ہوا ہے تو ہم تجھے پناہ فراہم کریں گے۔ اگر کوئی اور کام ہو تو ہم وہ بھی کر دیں گے۔

وہ شخص یہ سن کر رو دیا اور قدم بوس ہو کر کہنے لگا۔ میں گواہی دیتا ہوں تو روئے ارض پر حجت خدا ہے۔ اللہ مناسب جگہ پر منصب رکھتا ہے۔

تیسرے امام

نام: حسینؑ۔ باپ کا نام: علیؑ۔ والدہ کا نام: فاطمہ بنت محمدؐ۔ سبط نبی اکرم کے تیسرے جانشین اور امت کے تیسرے امام۔ اپنے بعد نو آئمہ کے باپ اور امام حسنؑ کے بعد

امام امت۔

مقام ولادت: مدینہ منورہ۔ تاریخ ولادت: ۳ شعبان۔ سنہ ولادت: ۴ ہجری۔ تاریخ شہادت: ۱۰ محرم۔ یوم شہادت: اتوار۔ سنہ شہادت: ۶۱ھ۔ تجہیز و تکفین شہادت سے تین دن بعد امام زین العابدین نے کی۔ مقام دفن کربلا۔ (عراق)

آپ کے فضائل بھی شمار سے باہر ہیں۔ نور دیدہ چشم رسالت تھے۔ آنحضورؐ نے دونوں بھائیوں کے متعلق فرمایا تھا۔ دنیا میں حسنینؑ ہی میرے دل کا چین ہیں۔ امام حسینؑ کے متعلق فرمایا۔ الحسینؑ منی وانا من الحسینؑ سید شباب اہل الجنۃ۔ حسنؑ اور حسینؑ حالت امن اور جنگ میں امام ہیں۔

عبادت کا یہ عالم تھا کہ ہر رات ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ کریم اتنے تھے کہ رات کی تاریکی میں اپنی پشت پر غلہ اٹھا کر فقراء کو ان کے گھروں میں جا کر دیتے تھے۔ باعظمت سردار اور حد درجہ حلیم تھے۔

ایک مرتبہ ایک عرب نے آپ سے کچھ مانگا اور آپ کی تعریف میں حسب ذیل تین اشعار کہے۔

لم یخب الان من رجاک ومن حرک من دون بابک الحلقہ

جو آپ کی امید لے کر آپ کا درق الباب کرے وہ کبھی خالی ہاتھ نہیں جاتا۔

انت جواد وانت معتمد وابوک قد کان قاتل الفسقہ

آپ قابل اعتماد داتا ہیں۔ آپ کا والد فاسقوں کا قاتل تھا۔

لو لا الذی کانت من اوائلکم کانت علینا الجحیم منطبقہ

اگر آپ کے آباء کی تبلیغ نہ ہوتی تو ہم تو جہنم کا ایندھن بن چکے تھے۔

آپ نے اسے چار ہزار دینار دیئے اور فرمایا۔

خذہا فانی الیک معتذر۔ واعلم بانی علیک ذو شفقہ۔ بصد معذرت یہی قبول کرے یقین رکھ مجھے تجھ پر بہت ترس آیا ہے۔

لو کان لی سیرنا الغداۃ عصی۔ امست سمانا علیک مندفقہ۔ اگر زمانہ ہمارے حق میں ہوتا تو ہمارا آسمان سخاوت تجھ پر اور بھی کمل کر برستا۔

لکن الزمان ذو ھیر۔ والکف منحا قلیلہ النفقہ۔ تجھے معلوم ہے کہ حالات ہمارے خلاف ہیں اور ہم تہی دست ہیں۔

آپ نے تاریخ اسلام میں اپنی بے نظیر جرات سے شریعت اسلامیہ کو دوبارہ زندگی دی۔ دین نبیؐ کو نشاۃ ثانیہ دی بلکہ قیامت تک آنے والی ہر نسل کو خواب غفلت سے بیدار کیا۔ آپ سید الشہداء اور اپنے بھائی کے بعد افضل الناس ہیں۔

چوتھے امام:

نام: علیؑ۔ والد کا نام: حسینؑ ابن علیؑ۔ والدہ کا نام: شاہ زنان بنت یزید جرد۔ مقام ولادت: مدینہ منورہ۔ تاریخ ولادت: ۱۵ جمادی الاول۔ سن ولادت: ۳۸ھ۔ مقام شہادت: مدینہ منورہ۔ تاریخ شہادت: ۲۵ محرم۔ سن شہادت: ۹۵ھ مدفن: مدینہ۔ کل عمر: ۵۷ برس۔

عبادت۔ زہد مصیبت زدوں کی دادرسی میں آپ اپنے وقت میں بے مثال تھے۔

فقہاء نے کافی روایات آپ سے لی ہیں۔ آپ کے زہد و تقویٰ کی دلیل کے بطور آپ کی دعاؤں کا مجموعہ صحیفہ سجادیہ ہی کافی ہے۔ محدثین اور مورخین نے آپ سے کافی کرامات بھی تواتر سے روایت کی ہیں۔ آپ تاریک رات میں ایک بہت بڑا تھیلا پشت پر اٹھا لیتے۔ اس میں درہم اور دینار کی تھیلیاں ہوتیں۔ چہرہ پر کپڑا لپیٹ کر اہل مدینہ کے ناداروں کے دروازے کھٹکھٹا کر انہیں دیتے۔ کسی کو علم نہیں تھا کہ یہ کون شخص ہے جب آپ کی شہادت ہوگئی اور اہل مدینہ کے ناداروں کا وہ سلسلہ کچھ دنوں کے لئے رکا تو انہیں پتہ چلا کہ ہمیں دینے والا فرزند حسینؑ تھا۔ آپ کے دسترخوان پر غرباء۔ فقراء اور مساکین عموماً آتے اور آپ انہیں کھانا کھلا کر خوشی محسوس فرماتے۔

آپ کے حسن اخلاق کا عالم یہ تھا کہ ہر ماہ اپنے علاقے کے لوگوں کو جمع کرکے فرماتے۔ اگر تم میں سے کوئی شادی کا خواہشمند ہے تو میں شادی کرائے دیتا ہوں۔ اگر کوئی کسی مخصوص شخص کے پاس فروخت ہونا چاہتا ہے تو میں فروخت کردیتا ہوں۔ اور اگر کوئی آزادی چاہتا ہے تو میں آزاد کئے دیتا ہوں۔

جب کوئی مانگنے والا آتا تو آپ فرماتے۔ آؤ بسم اللہ۔ میدان قیامت تک میرا بوجھ اٹھا کر لے جانے والے آؤ۔

عبادت میں یہ حال تھا کہ آپ شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ فریضہ کے وقت آپ کے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے۔ چہرہ زرد ہو جاتا اور شاخ بید کی طرح جسم کپکپاتا تھا۔ پیشانی ہتھیلیوں اور گھٹنوں پر طول سجدہ کی وجہ سے گٹے پڑ جاتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کو ذوالثفنات بھی کہتے تھے۔

آپ کو ایک شخص نے سب کیا آپ خاموش ہو گئے۔ جب وہ چپ ہو گیا تو آپ نے فرمایا۔ بندہ خدا جو کچھ آپ نے کہا ہے اگر میں واقعی ایسا ہوں تو میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور اگر آپ نے غلط کہا ہے تو اللہ آپ کو معاف فرمائے۔

پانچویں امام:

نام: محمدؑ۔ باپ کا نام: علیؑ ابن حسینؑ۔ والدہ بنت امام حسنؑ۔ یوم ولادت: سوموار۔ تاریخ ولادت: ۱ رجب۔ سن ولادت: ۵۷ھ۔ ماں اور باپ ہر دو طرف سے اولاد علیؑ و زہراؑ ہونے کا پہلا شرف انہی کو حاصل ہے۔ یوم شہادت: سوموار۔ تاریخ شہادت: ۷ ذی الحجہ۔ سن شہادت: ۱۱۴ھ۔ مدفن: مدینہ۔ کل عمر: ۵۷ برس۔

آپ صاحب فضل و عظمت، علم و حلم، عبادۃ تواضع، جود و سخی اور اخلاق حسنہ میں اپنے آبائے کرام کی مجسم تصویر تھے۔ ایک مرتبہ ایک نصرانی نے انتہائی گستاخی کی۔ آپ نے فرمایا جو کچھ تو کہہ رہا ہے اگر واقعہ ہے تو اللہ مجھے معاف کرے اور اگر خلاف واقعہ ہے تو اللہ تجھے معاف کرے۔ وہ نصرانی قدم بوس ہو کر مسلمان ہو گیا۔ آپ علم کا موجزن سمندر رتھے۔ جو سوال جس وقت کیا گیا آپ نے بلا تاخیر جواب دیا۔

ابن عطا مکی کا کہنا ہے کہ میں نے جس قدر محمد باقرؑ کے سامنے علماء کو پست قد دیکھا ہے اس طرح کسی کے سامنے نہیں دیکھا۔ حکم ابن عتیبہ اگرچہ اپنے مقتدیوں میں سینہ پھلائے رہتا تھا لیکن میں نے امام محمد باقرؑ کے سامنے حکم کو اس طرح بیٹھے دیکھا ہے جس طرح کمسن بچہ استاد کے سامنے بیٹھا ہوتا ہے۔

محمد ابن مسلم کا بیان ہے کہ مجھے جو مسئلہ بھی پیش ہوا میں نے آپ سے پوچھا اور آپ نے مجھے شافی جواب دیا۔ تیس ہزار (۳۰۰۰۰) حدیث میں نے آپ سے روایت کی ہے۔ ذکر خدا میں اس قدر مصروف رہتے تھے کہ امام صادقؑ فرماتے ہیں میں جب بھی ان کے ساتھ چلتا تھا انھیں ہر وقت مصروف ذکر پاتا تھا۔ ان کے تین کام نمایاں تھے۔ ذکر خدا' عبادت خدا' تہجد اور گریہ۔

چھٹے امام:

نام: جعفر۔ والد کا نام محمد باقرؑ۔ والدہ: فاطمہ کنیت ام فروہ۔ مقام ولادت: مدینہ۔ روز ولادت: سوموار۔ تاریخ ولادت: ۱۷ ربیع الاول۔ سن ولادت: ۸۳ھ۔ تاریخ شہادت: ۲۵ شوال۔ سن شہادت: ۱۴۸ھ۔ عمر: ۶۵ برس۔

علم و فضل' حکمت و عفت' زہد و ورع' صدق و عدل' سیادت و عظمت' کرم و شجاعت وغیرہ جیسے فضائل میں آپ کا منفرد مقام تھا۔ شیخ مفید کے بقول آل محمدؐ میں سے کسی کے اتنے شاگرد نہیں تھے جتنے امام صادقؑ کو ملے ہیں۔ چار ہزار شاگرد آپ سے حدیث' رجال' تاریخ' فلسفہ' کیمسٹری' تفسیر' فقہ اور دیگر علوم کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ کیمسٹری کے بانی جابر ابن حیان اور فقہ حنفیہ کے بانی ابو حنیفہ نعمان ابن ثابت آپ ہی کے شاگرد تھے۔

زہد کا یہ عالم تھا کہ آپ مالدار ہونے کے باوجود سرکہ اور روغن زیتون تناول فرماتے تھے۔ ادنیٰ لباس پہنتے تھے۔ اپنی زرعی اراضی پر خود کام کرتے تھے۔ کثرت عبادت کی یہ حالت تھی کہ بعض اوقات نوافل میں آپ غش کر جاتے تھے۔

ایک مرتبہ رات کے وقت منصور دوانقی نے آپ کو بلایا۔ خادم منصور کا کہنا ہے کہ جب میں گیا آپ نے اپنے تھا کمرے میں خاک پر سجدہ کئے ہوئے تھے۔ خاک آپ کی پیشانی سے چپک چکی تھی۔ آپ سخی' خوشرو' خوش گو' خوش مذاق اور خوش بزم تھے۔

ساتویں امام:

نام: موسیٰ۔ والد: جعفر ابن محمدؑ۔ والدہ: حمیدہ مصفاۃ۔ مقام ولادت: مکہ اور مدینہ کے مابین۔ ابواء۔ روز ولادت: سنیچر۔ تاریخ ولادت: ۷ صفر۔ سن ولادت ۱۲۸ھ۔ مقام شہادت: بغداد زندان ہارون۔ مدت قید: چودہ برس۔ تاریخ شہادت: ۲۵ رجب سن

شہادت ۱۸۳ھ مدفن قبرستان بغداد۔ آج کل کا ظمین

بکثرت غصہ پینے کی وجہ سے آپ کا لقب کاظم۔ اور کسی کو کچھ نہ کہنے کی وجہ سے آپ کو عبد صالح بھی کہا جاتا تھا۔ علم و حلم، سخاوت و شجاعت، خصائل و شمائل، فضائل و کمالات اور عبادت و ریاضت میں آپ کے آباؤ اجداد کی یاد تھے۔ کتنے نصاریٰ نے آپ سے علمی سوالات کئے اور آپ کا شافی جواب سن کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

ایک مرتبہ ایک سائل نے آپ سے ایک ہزار درہم مانگا۔ آپ نے اس کی معرفت کا اندازہ لگانے کی خاطر اس سے ایک سوال کیا جب اس نے درست جواب دیا تو آپ نے اسے دو ہزار درہم دیئے۔ آپ کی آواز میں بڑی جاذبیت تھی۔ آپ کی شہادت عین حالت سجدہ میں ہوئی۔

آٹھویں امام:

نام: علیؑ۔ والد: موسیٰ ابن جعفر۔ والدہ: نجمہ خاتون۔ روز ولادت: جمعہ۔ تاریخ ولادت: ۱۱ ذیقعد۔ سال ولادت: ۱۴۸ھ۔ مقام ولادت: مدینہ۔ تاریخ شہادت: ۲۹، ۳۰ صفر سال شہادت ۲۰۳ھ۔ مقام شہادت: خراسان۔ مدفن: خراسان۔

علم و فضل اور فضائل و کمالات میں آپ اپنے آبائے کرام کا نمونہ تھا۔ مامون نے آپ سے اقتدار قبول کرنے کی درخواست کی آپ نے مسترد کردی۔ کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ جس طرح حضرت علیؑ کو اقتدار دینے میں کتاب خدا اور سنت رسولؐ کے ساتھ سیرت شیخین کی شرط لگائی گئی تھی اور آپ نے سیرت شیخین کی وجہ سے اقتدار قبول کرنے سے انکار کردیا تھا۔ اس طرح مامون بھی اس قسم کی شرط عائد کرے گا۔ مامون نے آپ کو ولیعہد بننے پر مجبور کیا۔ آپ نے اس شرط پر ولیعہدی قبول کی کہ میں امور مملکت میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کروں گا۔ مامون کی طرف سے مجالس مناظرہ کے انعقاد کے حوالے سے آپ سے بکثرت غیر مسلم مذاہب کے علماء کے ساتھ مناظرت اور ہر مناظرہ میں آپ کے مدلل استدلالات منقول ہیں۔

عبادت کی یہ حالت تھی کہ کئی کئی راتیں آپ کو مصلائے عبادت پر بیٹھے بیٹھے ہی گزر جاتی تھیں۔ شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ کئی کئی گھنٹے تک سجدہ میں

مصروف ذکر خدا کرتے۔ عموماً دن روزہ سے گزارتے۔ آپ کی سخاوت معروف تھی۔ عموماً رات کی تاریکی میں حاجت مندوں کے گھر ضروریات زندگی پہنچاتے تھے۔ آداب مجلس کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کسی سے ترش کلامی نہیں کی۔ ہم نشین کے ہوتے ہوئے کبھی تکیہ کا سہارا نہیں لیا۔ کبھی قہقہہ مار کے نہیں ہنسے۔ کسی کے سامنے کبھی نہ تھوکا۔ اہل خانہ کنیزوں اور غلاموں سب کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔

نویں امام:

نام: محمد۔ والد: علی ابن موسیٰ۔ والدہ: سبیکہ خاتون۔ تاریخ ولادت: ۱۰ رجب۔ سن ولادت: ۱۹۵ھ۔ مقام ولادت: مدینہ منورہ۔ مقام شہادت: بغداد۔ تاریخ شہادت: ۲۹ ۳۰ ذیقعد۔ سال شہادت ۲۲۰ھ۔ مدفن: قبرستان بغداد۔ آج کل کاظمین۔

فصاحت، حسن خلق، حسن محفل، سخاوت، عبادت، ریاضت، زہد، ورع اور تقویٰ میں اپنے آباء کی تصویر تھے۔ جب کہیں تشریف لے جاتے تو درہم و دینار سے پر تھیلیاں ساتھ رہتیں۔ جو بھی راستہ میں مانگتا اسے عنایت فرمادیتے۔ اگر کوئی چچا مانگتا تو پچاس دینار سے کم۔ اور اگر کوئی پھوپھی مانگتی تو پچیس دینار سے کم دیتے۔ آپ کے علم کا یہ عالم تھا کہ نو برس کی عمر میں ای مختلف مذاہب کے علماء سے مناظرہ کیا اور ایک محفل میں تیس ہزار سوالات کیے گئے اور آپ نے اول سے لے کر آخر تک اطمینان بخش جوابات دیے۔ نہ آپ نے تھکاوٹ کا اظہار کیا نہ اکتاہٹ کا اور نہ کسی پریشانی کا۔ مامون نے آپ کا یہ القی جوہر دیکھ کر اپنی بیٹی ام الفضل آپ کی زوجیت میں دی۔

دسویں امام:

نام: علیؑ۔ والد: محمدؑ ابن علیؑ۔ والدہ سمانہ۔ مقام ولادت: مدینہ۔ تاریخ ولادت ۲ رجب۔ سال ولادت ۲۱۲ھ۔ مقام شہادت: سامرا۔ روز شہادت: سوموار۔ تاریخ شہادت ۳ رجب۔ سال شہادت: ۲۵۴ھ۔ مدفن سامرا۔

صورت و سیرت، کردار و گفتار، علم و عمل، فضل و شرف، عصمت و عظمت میں اپنے آباؤ اجداد کا عملی نمونہ تھے۔ آپ کے کرم کا ایک واقعہ ابو عیسیٰ ربلی نے نقل کیا ہے کہ دربار کی طرف سے آپ کو تیس ہزار درہم ملے۔ آپ نے بلا ہاتھ لگائے وہ تھیلی ایک عرب سائل کو

دی اور فرمایا جا قرض ادا کر دے۔ اہل و عیال کو کھلا ہم تیری خدمت کا حق ادا نہیں کر سکے۔ معذرت خواہ ہوں۔ سائل نے عرض کیا۔ قبلہ! اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کے منصب امامت کا اہل کون ہے۔ میں تو اتنی توقع لے کر نہیں چلا تھا۔

گیارہویں امامؑ

نامؑ: حسنؑ۔ والد: علیؑ ابن محمدؑ۔ والدہ: جدہ۔ روز ولادت: سوموار۔ تاریخ ولادت: ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ۔ روز شہادت جمعہ۔ تاریخ شہادت: ۸ ربیع الاول۔ مدفن سامرا۔

فضائل، خصائل، شمائل، کمالات، علم و عمل اور زہد و ورع میں اپنے آبائے کرام کا نمونہ عمل تھے۔ آپ کے مکارم اخلاق سے تاریخ لبریز ہے۔ دراز قد اور خوبرو تھے۔ اخلاق میں لوگ آپ کو آنحضورؐ سے تشبیہ دیتے تھے۔ آپ کی کریمانہ روایات میں سے ایک یہ ہے کہ اسمٰعیل کا بیان ہے کہ میں نے ایک سو دینار جمع کر کے گھر میں دفن کر دیا۔ اور امام عسکریؑ کی راہ میں آ کر بیٹھ گیا۔ جب میں نے سوال کیا اور قسم کھائی کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جھوٹی قسم کیوں کھاتا ہے۔ سو دینار تو ابھی ابھی اپنے گھر زمین میں دفن کر کے آ رہا ہے۔ میں یہ اس لئے نہیں کہہ رہا کہ میں تجھے ٹالنا چاہتا ہوں۔ اے غلام جو کچھ تیرے پاس ہے اسے دے دے۔ غلام نے مجھے ایک تھیلی دی۔ میں نے گنے تو سو دینار تھے۔ ایک شخص نے آپ کے جود و کرم کا چرچا سنا۔ اسے پانچ سو درہم کی ضرورت تھی وہ سائل بن کر آیا آپ نے اسے پانچ سو تین درہم عطا فرمائے۔

آپ کے دور میں عیسائی کہا کرتے تھے کہ جو معجزات ہم اپنی انجیل اور اپنے بزرگوں سے حضرت عیسیٰؑ کے لئے سنتے ہیں۔ بعینہٖ وہ کرامات ہمیں حسن عسکریؑ میں نظر آتی ہیں۔ آپ کا وقت عموماً عبادت میں گزرتا تھا۔ چہرہ انتہائی پر ہیبت تھا۔

بارہویں امامؑ

نام: محمدؑ۔ والد: حسنؑ ابن علیؑ۔ والدہ: نرجس خاتون۔ مقام ولادت: سامرا۔ تاریخ

ولادت ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ

یہ وہ امام معصومؑ ہے جو اللہ کی آخری حجت ہے۔ خلفائے نبی اکرمؐ کا خاتم ہے۔ تاحال بقید حیات ہے اس وقت غائب ہیں۔ مشیت خدا کے مطابق ظہور ہو گا۔ اور آپ کے ظہور کے بعد روئے ارض عدل وانصاف کا گہوارہ بن جائے گا۔ نبی کونینؐ نے بھی آپ کی پیشگوئی فرمائی ہے کہ وہ اس وقت تک زندہ رہے گا جب تک روئے ارض کو عدل وانصاف سے پر نہ کردے گا۔ جابر حکمرانوں کی گردنیں جھکادے گا اور دین کو غلبہ دے گا۔ اے اللہ ان کے ظہور میں جلدی فرما۔ اسباب ظہور قریب فرما ہمیں ان کے انصار و اعوان میں شامل فرما۔

۵۔ قیامت

اصول دین میں سے پانچویں قیامت ہے۔ یعنی اللہ مرنے کے بعد ایک مرتبہ پھر تمام مردوں کو زندہ کردے گا اور نیکوکار کو جزاء اور برے کو برائی کی سزا دے گا جن لوگوں نے اعمال صالحہ کئے ہوں گے تمام روزے، زکوۃ یتیم پر ترس اور مساکین کو کھانا کھلایا ہو گا اور عقائد درست ہوں گے تو اللہ انہیں جزاء کی بطور جنت کرے گا۔ اس جنت میں نہریں ہوں گی سایہ دار درخت ہوں گے اللہ کی رحمت اسعد ہو گی جو قصور دار ہوں گے جو کافر ہوں گے۔ اعمال بد کے مرتکب ہوں گے۔ جھوٹ۔ خیانت چوری، زنا، شراب خوری وغیرہ کے ساتھ عقائد باطلہ کے حامل ہوں گے۔ انہیں سزا کے بطور ایسی جہنم ملے گی جو آگ سے پر ہو گی ان کا کھانا درخت رقوم (تھوہر) ہو گا۔ پینے کو گرم پانی ہو گا۔ نہ ختم ہونے والا دائمی عذاب ہو گا۔

جنت وجہنم سے پہلے دو مقام

۱۔ قبر :۔ ہر مرنے والے سے قبر میں اس کے اعمال کے متعلق سوال وجواب ہوں گے۔ اچھے اعمال کی جزاء اور برے اعمال کی سزا ملے گی۔ نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے۔ قبر یا تو جہنم کے گڑھوں سے ایک گڑھا ہے اور یا جنت کے باغات سے ایک باغ ہے۔

قبر کو حالت خواب سے تشبیہ دی جاسکتی ہے جس میں انسان اگر اعمال حسنہ اور عقائد

حسنہ کا حامل ہو گا تو قبر کا زمانہ ایک اچھے اور دل ربا خواب کی طرح گزرے گا اور یہ اگر بداعمال اور بدعقائد کا حامل ہو گا تو زمانہ قبر ڈراؤنے اور ہیبت ناک خواب کی طرح گزرے گا جب کہ مرنے والے کے پڑوسی کو کوئی علم نہیں ہوتا کہ میرا ساتھی نیند میں خوش ہے یا غمزدہ۔

۷۔ قیامت :۔

قبروں سے محشور ہونے کے بعد جنت و جہنم سے پہلے دوسرا مقام حشر ہے۔ پوری مخلوق ایک کھلے صحرا میں محشور ہوگی۔ وہاں عدالت عظمیٰ قائم ہوگی۔ میزان عدل نصب ہو گا فیصلہ کرنے والے قاضی ہوں گے اور یہ قاضی انبیاء اور اولیاء اللہ ہوں گے۔

اعمال نامے کھولے جائیں گے۔ گواہ حاضر کیے جائیں گے۔ نیک سعادت مند ہوں گے اور برے بدنصیب ہوں گے۔

ہر انسان کا حق ہے کہ اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک اعمال صالحہ کی ہر ممکن کوشش کرے تاکہ قیامت میں بدبختی کا منہ نہ دیکھے۔ کیونکہ قیامت کی بدبختی دائمی عذاب اور نہ ختم ہونے والا جہنم ہو گا۔

سماحة
آية الله العظمى السيد محمد الحسيني الشيرازي دام ظله
لبنان بيروت

التماس سورۃ الفاتحہ

سیدہ فاطمہ رضوی بنت سید حسن رضوی — سید ابوذر شہرت بلگرامی ابن سید حسن رضوی

سید مظاہر حسین نقوی ابن سید محمد نقوی — سید محمد نقوی ابن سید ظہیر الحسن نقوی

سید الطاف حسین ابن سید محمد علی نقوی — سیدہ اُمّ حبیبہ بیگم بنت سید حامد حسین

حاجی شیخ علیم الدین — شمشاد علی شیخ — مسیح الدین خان

فاطمہ خاتون — شمس الدین خان — و جملہ شہداء و مرحومین ملت جعفریہ

طالبانِ دعا

سید حسن علی نقوی، حسان ضیاء خان، سعد شمیم

زوہیب حیدر، حافظ محمد علی، مسلم جعفری

اللھم صل علی محمد و آل محمد

Hassan

http://www.scribd.com/Hassan%20Naqvi

naqviz@live.com